وہ جب تک ان رسموں پر دل کھول کر عمل نہیں کر لیتے ان کی تشنگی دُور نہیں ہوتی۔ کیونکہ اُن کے خیال میں شبِ برأت نام ہی ان رسموں پر عمل کرنے کا ہے اور اُن کے غور و فکر کی کل کائنات ہی یہ ہے۔ معلوم نہیں حماقت و جہالت کے خمیر سے گُندھی ہوئی یہ رسمیں اس رات کی برکتوں میں کب سے شامل ہوئیں، شامل بہرحال ہو گئیں اور اب اِس بگڑی ہوئی صورت کی اصلاح کیلئے جرأت، احتیاط اور حکمت عملی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ آتش فشانیوں کے اِس ہنگامۂ حماقت اور قومی سرمایہ کی اس بھیانک بربادی کے جواز کی کوئی توجیہہ نہیں کی جا سکتی۔ آتش بازی کی رسم کو ایک لمحہ کے لئے بھی باقی نہ رہنا چاہیئے۔ معاشی اور اقتصادی بدحالی کے اِس دَور میں آگ سے کھیلنے کے اِن خطرناک تماشوں ــ پر بے ضرورت لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کرنا ہوش کی بات نہیں ہو سکتی۔ وقت کی آواز یہ ہے کہ اس سرمایہ کو قوم کی تعلیمی اور سماجی ضرورتوں اور سوسائٹی کے بے وسیلہ اور نادار افراد کی نگہداشت پر صَرف کیا جائے۔

قومی تقریبوں اور سماجی کردار میں گہرا تعلق ہے۔ کسی قوم کا تہوار اس کے سماجی کردار کا آئینہ ہوتا ہے جس میں افرادِ قوم کے مزاج اور طبعی خصوصیات کو صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے اور اندازہ لگایا جاتا ہے کہ زندگی اور اس کی ذمہ داریوں سے متعلق اُن کے احساسات و رجحانات کیا ہیں۔ یہی ہے وہ پیغام جو آپ نور کے سانچے میں ڈھلی ہوئی اس رات کی زبان سے سُن سکتے ہیں اور توفیق کے مطابق عمل کر سکتے ہیں۔

"خوشخبری ہو اُن کیلئے جو بات کو کان لگا کے سُنتے ہیں اور اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو خدا نے سیدھی راہ دکھائی اور یہی ہیں جن کو عقل و فہم کی دولت سے نوازا گیا ہے۔" (قرآنِ کریم)

۲۔ فروری ۱۹۶۱ء

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی
مفتی صاحبؒ کی نظر میں

از: انیس الحسن

بانیٔ جماعت اسلامی ہند مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی دہلوی کی شخصیت اپنے مخصوص انداز فکر و تحریر کے لحاظ سے علماء دیوبند کے لیے رد و کد کا ایک مستقل موضوع بن گئی تھی۔ مودودی صاحب کی بعض نگارشات پر سخت ردِعمل ہوا اور تحریر و تقریر میں بہت کچھ لے دے ہوئی۔ اُن کی صفائی یا حمایت میں بھی اور برملا مخالفت میں بھی بہت کچھ کہا اور لکھا گیا۔ حضرت مفتی صاحبؒ بجائے خود دیوبندی مکتب فکر کے مسلّم نمائندہ اور نقیب تھے اور بڑے معتدل اور متوازن فکر و شعور کے ساتھ اپنی کوئی رائے قائم کیا کرتے تھے۔ چنانچہ بعض مباحث میں مودودی صاحب کے آراء و افکار سے اختلاف رکھتے ہوئے بھی مفتی صاحبؒ نے مودودی صاحب کی ممتاز صلاحیتوں اور عظیم خدمات کو سراہنے میں کسی تنگ دلی سے کام نہیں لیا بلکہ کھلے لفظوں میں اُن کو خراج تحسین پیش کیا۔

ذیل میں ہم مفتی صاحبؒ کی دو تقریروں کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں جو انھوں نے مولانا مودودی کی وفات کے بعد تعزیتی اجتماعات میں کی تھیں۔